Al-Azhār

Volume 10, Issue 01 (Jan-June, 2024)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/13

https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/526

Article DOI: https://zenodo.org/badge/ 10.5281/zenodo.13323241

Title Development and restructuring of rural economy in the context of Shah Waliullah's social thought and contemporary sustainable development, a scholarly and objective review.

Author (s): Abdul Waheed Khan,Dr. Muqadusullah

Received on: 26 January, 2024

Accepted on: 27 March, 2024

Published on: 25 June, 2024

Citation: “Abdul Waheed Khan,Dr. Muqadusullah “Development and restructuring of rural economy in the context of Shah Waliullah's social thought and contemporary sustainable development, a scholarly and objective review.”vol.10, Issue No.1 (2024):116-137

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

شاہ ولی اللہ کی سماجی فکر اور معاصر پائیدار ترقی کے تناظر میں دیہی اقتصادیات کی ترقی و تنظیم نو: ایک علمی اور معروضی جائزہ

Development and restructuring of rural economy in the context of Shah Waliullah's social thought and contemporary sustainable development, a scholarly and objective review.

**Abdul Waheed Khan,*
***Dr. Muqadusullah.*

Abstract:

The present paper introduces Shah Wali-Allah Dehlawi's concept of the stages of socio-economic developments (al-irtifaqat). According to him, starting from simple primitive village life to an international community, the socio-economic development of human society can be divided into four stages. The first stage is dominated by simple economic struggle while the last stage is developed to maintain just political order on international level, to safeguard the socio-economic interests of different states and establish peace and justice among them. All economic ideas of Shah Wali-Allah are related, in some way or the other, to his concept of irtifaqat or stages of socio economic development. Sustainable development meets present needs without compromising the future. It requires holistic, systems-thinking about environmental, social, and economic limitations. Governments must lead the sustainability transition through policy, incentives and investment. But we all have a role through our individual choices and actions. By working together to rethink and transform how we live and produce, we can build an equitable society that thrives within planetary boundaries. The time to act is now.

Keywords: *Irtifaqat, IslamicSocial Thought,Sustainable development, Rural Economics, and Quality of Life.*

....

** PhD scholar, Department of Islamic studies, Qurtuba university of science and information technology, Peshawar.*

*** Assistant professor, Department of Islamic studies, Qurtuba university of science and information technology Peshawar.*

تمہید و تعارف:

پائیدار ترقی اور دیہی ترقی کے نتائج براہ راست انسانی زندگی پر اثرانداز ہوتے ہیں۔یہ ایسے عنوانات ہیں جو خالصتاً مخلوق خدا کی سہولیات اور آسانیوں کے ساتھ جڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ حضور سرکار دوعالم ﷺ بھی لوگوں پر کم بوجھ ڈالنے اور ان کے لئے آسانیاں پیدا کرنے کو پسند فرمایا کرتے تھے۔چنانچہ آپ کاارشاد ہے: یسروا ولاتعسروا وبشروا ولاتنفروا ۔[1] (ترجمہ): کہ خوشخبری سناؤ اور متنفر نہ کرو،اور (لوگوں کے لئے) آسانیاں ڈھونڈوں اور (ان کے لئے) دشواریاں پیدا نہ کرو۔ایک اور جگہ آپ کاارشاد ہے:من نفس عن مؤمن كربةمن كرب الدنيا نفس الله عنه كربةً من كرب يوم القيامة،ومن يسر على معسر يسر الله عليه في الدنيا والآخرة۔الخ[2](ترجمہ): جس نے کسی مسلمان سے اس کی دنیاوی مصیبت کو دور کیا،اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی مصیبت کو دور کرے گا۔اور جس نے کسی غریب اور تنگدست پر آسانی کی،اللہ تعالیٰ دنیاو آخرت میں اس پر آسانی فرمائیں گے۔۔۔اور جب تک آدمی اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد میں لگا رہتا ہے"۔اندازہ لگائیے یہ سارے فضائل ان لوگوں کے لئے ہیں جو دوسرے انسانوں کے لئے کچھ کر گزرنے کا عزم رکھتے ہیں۔اور فرمایا دین سارا کا سارا خیر خواہی ہے۔الدين النصيحة۔[3] یہ مخلوقات سب کے سب اللہ تبارک وتعالیٰ کی خاندان اور کنبے کی طرح ہے۔جن کی خدمت کرنے پر اللہ تعالیٰ بے حد خوش ہو جاتے ہیں۔ حضور ﷺ کاارشاد ہے:الخلق عيال الله فاحب الخلق الى الله من احسن الى عياله[4]:"ساری مخلوق اللہ کی عیال (کنبہ) ہے،اس لئے اللہ کو زیادہ محبوب اپنی مخلوق میں وہ آدمی ہے جو اللہ کی عیال یعنی اس کی مخلوق کے ساتھ احسان اور اچھا سلوک کرے"۔

پیغمبر اسلام اور پائیدار ترقی (The Prophet (pbu) and Sustainable Development):

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی فطرت میں ہی مظلوموں کی دادرسی ، مشکلات میں پھنسے ہوؤں کو بچانے اور معاشی طور پر کمزور اور دکھوں کے ماروں کی کفالت رکھی گئی تھی۔اس کی گواہی اماخدیجہ رضی اللہ عنہا دیتی ہیں،جب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء سے پہلی وحی کے اچانک نزول پر گھبرا کر گھر تشریف لائے تھے اور اماخدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا تھا: كلا ابشر فوالله ما يخزيك الله أبداإنك لتصل

الرحم وتصدق الحديث وتحمل الكل وتكسب المعدوم وتقرى الضيف وتعين على نوائب الحق.[5] (ترجمہ): ہر گز ایسا نہیں ہے خوش رہیے، خدا کی قسم! اللہ پاک آپ کو کبھی ہلکا نہیں کریں گا، آپ تو صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں کی کفالت کرتے ہیں، اور سچی بات کہتے ہیں، اور (محتاجوں کی معاشی) ذمہ داری اٹھاتے ہیں، اور جس کا کوئی نہ ہو آپ اُسے کما کر دیتے ہیں، اور مہمانوں کی مہمان نوازی کرتے ہیں اور حق و انصاف کے کاموں میں مددگار بنتے ہیں"۔ایسی کریمانہ صفات والے انسان کو اللہ تعالیٰ کبھی ہلکا نہیں ہونے دے گا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابو طالب نے اللہ تعالیٰ سے بارش کا سوال کرتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سفارشی بنادیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا پر بارش کے برسنے اور مکہ مکرمہ کے لوگوں کی معاشی خوشحالی کا ذریعہ بن کر خوشی سے جو قصیدہ پڑھا تھا اس کا ایک بیت یہ بھی تھا:

وابيض يستسقى الغمام بوجهه ثمال اليتامىٰ عصمة للارامل[6]

"اس روشن چہرے والے ہیں جن کے وسیلے سے باران رحمت کی التجا کی جاسکتی ہے۔آپ یتیموں کے پناگاہ اور بیوہ خواتین کی عصمت کے پاسبان ہیں"۔ مصر کے مشہور شاعر احمد شوقی رحمہ اللہ (۱۹۳۲ء) اپنے مشہور قصیدے الھمزیۃ النبویۃ میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسی پہلو کو عمدگی سے بیان کرتے ہیں ،فرماتے ہیں:

انصفت اهل الفقر من اهل الغنى فكل في حق الحياة سواء

لو أن إنسانا تخير ملة ما اختار وا إلا دينك الفقراء

ترجمہ:"(اے نبی کریم ﷺ! آپ نے اہل ثروت اور مالداروں سے انصاف کے ساتھ محتاجوں کو حصہ دلوایا، اور اسی طرح تمام انسان زندگی کے حق معاش میں برابر ہوگئے۔لہذا انسانوں کو اگر اپنی مرضی سے کوئی دین اپنانے کا اختیار دے دیا جاتا تو محتاج اور فقراء آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کا دین اختیار کر دیتے"۔

موجودہ تناظر:(The Current situation)

ایک طرف بندہ گان خدا کی خدمت میں لگے رہنے کے بے شمار فضائل اور انعامات اسلام اور سرکار دوعالم ﷺ نے بیان فرمائے ہیں، جبکہ دوسری طرف صورت حال یہ ہے کہ اسلام کے نام پر وجود میں آئے ہوئے ملک پاکستان کی 76ویں برسی بھی منائی گئی مگر عوام وہی غربت وافلاس اور مہنگائی کی چکی میں پس رہی ہیں، بنیادی ضروریات سے محروم ہیں، روزی روٹی کے لئے پریشان ہیں، ہمارے بعد وجود میں آنے والے

ممالک سپر پاور بننے کا اعلان کرنے جا رہے ہیں،ان کی معیشت آسمان کی بلندیوں کو چھو رہی ہے،اور ہماری معیشت آئے روز گر رہی ہے۔ہم نے انگریز سے چہتر سال پہلے آزادی حاصل کی تھی مگر حقیقت یہ ہے کہ ہم ابھی تک آزاد نہیں ہوئے ہیں۔

ہماری بربادی کی ایک وجہ تو ہمارے اعمال ہیں،ارشاد باری تعالیٰ ہے:وما اصابكم من مصيبة فبما كسبت ايديكم ويعفوا عن كثير[7]اور فرمایا: ظهر الفساد في البر والبحر بما كسبت ايدى الناس ليذيقهم بعض الذى عملوا لعلهم يرجعون ۔ [8]اور حسن بصری کا قول ہے:اعمالكم عمالكم وكماتكونوا يولى عليكم-[9]اور دوسری وجہ طبقہ اشرافیہ کا تسلط اور حکمرانوں کی عیاشیاں ہیں۔شاہانہ طرز اور پروٹوکول کے خرچے وغیرہ۔۔۔حضور سرکار دوعالم ﷺ نے فرمایا:لاتقوم الساعة حتى يكون اسعد الناس بالدنيا لكع بن لكع ۔ [10](ترجمہ):"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت اس وقت تک قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ ذلیل اور کمینہ شخص دنیا(کے مال و متاع،عہدہ اور منصب)سے سب سے زیادہ بہرہ مند ہوگا"۔ہمارے حکمرانوں کو خدا کا خوف کرنا چاہئے،جو قیامت انہوں نے ملک میں بھرپا کردی ہے اس کا بازپرس بھی ہوگا۔ایک دن اللہ کو بھی منہ دکھانا ہے۔فرمایا:الاغنياء وكلائى، والفقراء عيالى فاذا بخل وكلائى على عيالي اذقتهم وبالى ولا ابالي.[11](ترجمہ) : مال و دولت والے(محتاجوں پر خرچ کرنے اور مال کی تقسیم میں)میرے وکیل ہیں،اور فقراء میرا خاندان اور عیال ہیں،پس اگر میرے وکیل (ثروت والے)میرے خاندان اور عیال پر(خرچ کرنے میں)کنجوسی کریں گے تو انہیں اپنا عذاب چکھاؤں گا،اور میں ان(مالداروں کے دکھ درد)کی پروانہ کروں گا۔ اگر ان بربادیوں سے ہم نکلنا چاہتے ہیں تو اسلامی احکام کو ہی نافذ کرنا پڑے گا،اسلامی فقہ،السیر الکبیر اور دوسرے معتبر متون کی روشنی میں اپنے سیاسی اور معاشی فیصلے کرنے پڑیں گے۔ہمیں شاہ ولی اللہ کو فالو کرنا پڑے گا،ان کے معاشی نظریات اور ارتفاقات کو اختیار کرنے ہوں گے۔

افکار شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ (Thoughts of Shah Waliullah):

ہمیں ان ناگفتہ بہ حالات سے نکلنے کے لئے شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے نظریات کو اپنانے ہوں گے۔ آپ نے اپنی سوسائٹی کا بغور تجزیہ اور مطالعہ کیا۔آپ نے دیکھا کہ معاشرے کا امن وامان اور شیرازہ بکھر چکا تھا،

اس معاشرے کی ترقی و ترویج کے لئے آپ نے ایک عمرانی معاہدہ(Social Contract) کے تحت برصغیر پاک وہند کی اجتماعی تشکیل کے لئے اپنا فکر و فلسفہ مرتب کیا۔ مشہور فلسفی اور نامور مفکر روسو[12] جو شاہ صاحب کے ہم عصر تھے، نے بھی یورپ کا تجزیہ اور مطالعہ کر کے 1762ء کا معاہدہ عمرانی [13] پیش کیا، جس کے زیر اثر فرانس کا انقلاب وجود میں آیا۔اس سے بھی پہلے شاہ صاحب نے 1734ء میں حجۃ اللہ البالغہ لکھی جس میں اپنا نظریہ "ارتفاقات اربعہ" پیش کیا۔1776ء میں "دولت اقوام"(The Wealth of Nations) آدم سمتھ[14] کی کتاب سامنے آئی۔ 1867ء میں کارل مارکس[15] نے تصانیف لکھیں۔گویا کہ ایڈم سمتھ کی کتاب "دولت اقوام" سے بیالیس سال پہلے اور کارل مارکس کے "نظریہ معیشت" سے 133 سال پہلے اور روسو کے معاہدہ عمرانی سے اٹھائیس سال پہلے شاہ صاحب نے اپنی کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" لکھی، جس میں تشکیل معاشرہ کے بنیادی اصول و قوانین وضع کیے۔آج ہمارے معاشرے میں بھی وہی مسائل سرایت کر چکے ہیں جن کا سراغ شاہ صاحب نے بہت پہلے اپنے دور میں لگایا تھا۔ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنے مقامی فکر و روایت اور تہذیب سے وابستگی کے پیش نظر ان مسائل کا حل تلاش کیا جائے۔ان افکار کا سراغ لگا لیا جائے جن کو حکومت برطانیہ کے زیر تسلط مسخ کر دیے گئے تھے۔انفرادیت پر مبنی فلسفہ و فکر جو مغربی مفکرین کے ہاں رائج تھا، نے روز اول ہی سے ہمیں رو بہ زوال کیا ہے اور غلامی کے آثار اور باقیات نے من حیث المجموع فکری طور پر ہمیں مغلوب کر دیا ہے۔ ان زنجیروں کو توڑ کر اور بند گلیوں سے نکل کر ہی ملک اور قوم کی حالت میں بہتری اور عمدگی لائی جا سکتی ہے۔[16]

سماجی فکر اور ارتفاقات شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ: (Irtifaqaat)

زندگی کے معیار کو ترقی دینے کے اسباب کو سمجھنے کے لئے شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے عمرانی افکار کا مطالعہ بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ جس پر شاہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ اور البدور البازغہ میں سیر حاصل بحث کی ہے۔ارتفاق کی اصطلاح کا جو مطلب شاہ صاحب نے لیا ہے ہم اس کو سماجی تعاون کے مراحل یا سماجی تدابیر کے درجوں سے تعبیر کر سکتے ہیں۔مل جل کر رہنے کی صفت انسانی فطرت میں رکھی گئی ہے۔شاہ صاحب انسان کی فضیلت کا دار و مدار تین چیزیں قرار دیتے ہیں۔پہلی چیز یہ ہے کہ انسان رائے کلی کے تحت کام کرتا ہے اور چیزوں اور واقعات کے نتائج پر غور کرتا ہے۔دوسری چیز ظرافت ہے، یعنی تمام امور میں سلیقہ مندی، لطافت، زیبائش اور ذوق جمالیات کو مد نظر رکھتا ہے۔اور تیسری چیز یہ ہے کہ وہ اپنی ذات کی تکمیل اور ایجاد اور احتساب کے لیے

مختلف علوم و فنون اور طریقے سیکھتا ہے۔ گویا کہ قوت عقلیہ, فکریہ اور عملیہ ہی انسانی فضیلت کا معیار ہے۔ان تین خصوصیات پر ہی انسانی سماج کی ترقی کا انحصار ہے جیسے جیسے ان میں ترقی ہوتی رہتی ہے انسانی سماج ارتفاق کے ایک مرحلے سے نکل کر دوسرے مرحلے میں داخل ہو جاتا ہے۔

ارتفاق اول:

انسان جب اپنی زندگی شروع کرتا ہے تو پہلے وہ چھوٹے چھوٹے دیہات بنا کر رہتا ہے جن میں کاشتکاری, چند برتنوں اور آلات کا استعمال, زبان و بیان کا خیال اور لباس و مکان کا اہتمام کرتا ہے اور سکون حاصل کرنے کے لیے نکاح و بیاہ کرتا ہے۔اس منزل میں اس کے اکتسابات میں حسن اور صفائی کم ہوتی ہے۔امام صاحب اسے ارتفاق اول سے موسوم کرتے ہیں۔

ارتفاق دوم:

اس کے بعد انسان دوسرا مرحلہ شروع کرتا ہے اور وہ بڑے بڑے قصبات آباد کرتا ہے اور گرد و پیش کی اشیاء میں صفائی، حسن و جمال اور نکھار پیدا کرتا ہے۔ گویا ایک منظم سماج کو وجود میں لاتا ہے۔اور روایات, طور طریقوں اور آداب وغیرہ کے ذریعے سے سماجی زندگی کو متعین کرتا ہے۔ شاہ صاحب اسے ارتفاق دوم قرار دیتے ہیں۔ پھر اس مرحلے کی پانچ خصوصیات بیان فرماتے ہیں۔[17]

(1) **حکمت معاشیہ یعنی معاشی خصوصیات:** اس کا مطلب یہ ہے کہ معاشی زندگی کے طور طریقے اس مرحلے میں رواج پاتے ہیں۔

(2) **حکمت اکتسابی یعنی صنعتی خصوصیات:** مطلب یہ ہے کہ صنعتیں ترقی کرتی ہیں اور ایجاد و اکتساب سے زندگی کو آسان بنانے کی تدبیریں ہوتی ہیں۔

(3) **حکمت منزلیہ یعنی خاندانی خصوصیات:** مطلب یہ ہے کہ گھر, ملکیت, ازدواجی زندگی والدت اور حقوق وغیرہ کے بارے میں پسندیدہ طریقے رواج پاتے ہیں۔

(4) **حکمت تعاملیہ اور حکمت تعاونیہ یعنی تعاون باہمی کی خصوصیات:** مطلب یہ ہے کہ معاشرہ کے افراد کو فائدہ پہنچانے اور ان کے مسائل کو حل کرنے کے جدید اور متمدن طریقے وجود میں آتے ہیں۔یہ وہ طریقے اور صلاحیتیں ہیں جو سماج کو ترقی سے ہمکنار کرتی ہیں۔[18]

ارتفاق سوم وچہارم:

شاہ صاحب فرماتے ہیں کہ انسان اس سے بھی آگے ترقی کر کے معاشرے میں نظام حکومت اور قانون نافذ کرتا ہے یہ ارتفاق ثالث ہے۔ پھر جب یہ انسان سیاسی قوتوں میں بٹتا ہے اور اقوام ایک دوسرے کے سامنے صف آرا اور مد مقابل ہو جاتے ہیں تو بین االقوامی حکومتیں قائم ہو جاتی ہیں تاکہ قوموں کو خون ریزیوں سے بچایا جاسکیں۔ تو امام صاحب اسے انسانی ترقی کی چوتھی اور آخری منزل یا ارتفاق رابع قرار دیتے ہیں۔[19]

پائیدار ترقی (Sustainable Development):

پہلی بار 1987 میں پیش کی گئی اصطلاح پائیدار ترقی (sustainable development) سے مراد یہ ہے کہ معاشرے کو لمبے عرصے تک قائم رکھنے کے لیے ایسی تشکیل کی جائے کہ فیصلہ سازی اور پالیسی بنانے میں مستقبل کو سامنے رکھا جائے، اور ترقی کے حصول کے لیے ایسے طریقے اور راستے اختیار کئے جائیں جو معاشرے کو استحکام بھی بخشیں اور سماجی و معاشی برابری کے ساتھ قدرتی وسائل کے استعمال کو بھی کم کریں، کیونکہ معاشروں کی دیر پا رہنے کے لیے ضروری ہے کہ سماجی اور معاشی ناہمواریوں کا سد باب کیا جائیں۔[20] اقوام متحدہ نے پہلی عالمی ماحولیاتی کانفرنس کا انعقاد 1972 میں منعقد کیا، اس کانفرنس کا موضوع اور عنوان "ماحولیاتی اور قدرتی وسائل کا تحفظ" کو بنایا گیا تھا۔ جس کا مقصد ایسے عالمی اصول اور قوانین وضع کرنا تھا جن کو اختیار کر کے زمین پر رہتے ہوئے متوازن ترقی کا حصول اور اس کے ساتھ قدرتی ماحول کو محفوظ بنایا جاسکے۔ اس میں کوئی تردد نہیں کہ کرہ ارض کے وسائل لامحدود نہیں ہیں اور اگر انہیں ترقی کے حصول کے لئے بغیر کسی منصوبے اور حکمت عملی کے بے تحاشا خرچ کیا جائے تو یہ جلدی ختم ہو جائیں گے۔ قدرتی وسائل کے بے تحاشا استعمال کے منفی اثرات زمین پر ظاہر ہونا شروع ہو گئے ہیں، چنانچہ ماحولیاتی آلودگی اور موسمیاتی تبدیلی اس کے نقد ثمرات میں سے ہیں۔ 1992ء سے شروع ہونے والی گلوبل مسائل کی اس بحث کو سمیٹتے ہوئے 2015ء میں اقوام متحدہ (United Nations) کے پلیٹ فارم سے پائیدار ترقی کے سترہ گولز (Sustainable Development Goals) وضع کیے گئے۔ اور یہ طے کیا گیا کہ دنیا میں 2030ء تک ان پر مکمل عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے گا۔ یہ گولز غربت وافلاس کو ختم کرنے، خوراک واناج کی فراہمی، طب اور صحت کی سہولیات، معیاری تعلیم، صنفی حقوق ومساوات، صاف وشفاف پانی کا انتظام، توانائی کے محفوظ ذرائع، معاشی اور صنعتی ترقی،

ناانصافیوں کے خاتمے، موسمی آفات اور سمندری حیات کا تحفظ اور امن اور انصاف کے بارے میں واضح سمت کو متعین کرتی ہیں۔ آج بھی دنیا میں اقوام متحدہ کے ڈیپارٹمنٹ آف اکنامک اینڈ سوشل آفئیرز کے زیر نگرانی ان گولز پر عمل درآمد کو یقینی بنانے اور کیپیسٹی بلڈنگ کے لئے باقاعدہ ایک ڈویژن سرگرم عمل ہے۔[21]

یہ بات یقینی ہے کہ یہ مسئلہ کسی ایک فرد یا قوم یا ملک کا نہیں بلکہ اس کرہ ارض پر رہنے والے ہر انسان کا مسئلہ ہے۔ دنیا میں پائیدار ترقی اور اس کے گولز کے حوالے سے بیداری پیدا کرنے کے لئے اقوام متحدہ نے جامع حکمت عملی ترتیب دی ہے جس پر عمل درآمد ہو رہا ہے۔ مگر یہ دنیا کی تمام اقوام اور تمام افراد کی بھی ذمہ داری ہے کہ ان کی دلچسپی لئے بغیر یہ خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو سکتا۔ ہر حکومت کو چاہیے کہ ان گولز پر عمل درآمد کے لئے قانون سازی کر کے عوام میں آگاہی پیدا کرے۔ اور ہر فرد کو بھی چاہئے کہ ان گولز پر عمل درآمد کر کے ان کے حصول کو یقینی بنائے، یہ ہم سب کے مستقبل کا سوال ہے تاکہ ہم آنے والی نسلوں کو ایک مضبوط ، مستحکم، متوازن اور محفوظ معاشرہ اور ماحول دے سکیں۔

پائیدار ترقی کی تعریف اور وضاحت:

پائیدار ترقی ایک عملی منصوبہ بندی ہے جو ایسی سرگرمیوں میں پائیداری حاصل کرنے میں ہماری مدد کرتا ہے جو وسائل کو بروئے کار لاتے ہو. جن کے ذریعے سے تنظیمی اصول وضع کیے جاتے ہیں۔ یہ تنظیمی اصول نسل نو کی ضروریات کے لئے وسائل کو برقرار رکھنے میں مددگار ہوتے ہیں۔ پائیدار ترقی وہ ترقی ہوتی ہے جو موجودہ ضروریات کو پورا کرتی ہے اور آئندہ نسلوں کی اپنی ضروریات پوری کرنے کی صلاحیت پر سمجھوتہ نہ کرے اور دنیا کے وسائل کو تحفظ فراہم کر کے اس پر کنٹرول حاصل کرلے۔ پائیدار ترقی میں اس بات کی ضمانت مضمر ہوتی ہے کہ زندگی کے معیار کو بہتر ماحولیاتی نظام کو محفوظ اور آئندہ نسلوں کے لیے قدرتی وسائل کی بچت کو یقینی بناتی ہے۔[22] پائیدار ترقی کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل ہے:

"Sustainable development is an organizing principle that aims to meet human development goals while also enabling natural systems to provide necessary natural resources and ecosystem services to humans. The desired result is a society where living conditions and resources meet human needs without underminingthe planetary integrity and stability of the natural system.[23]

Sustainable development tries to find a balance between economic development, environmental protection, and social well-being. The Brundtland Report in 1987 defined sustainable development as"development that meets the needs of the present generation without compromising the ability of future generations to meet their own needs".[24]

پائیدار ترقی یہ ہے کہ لوگ چیزوں کو خرچ کرتے ہیں تو یہ اشیاء استعمال اور خرچ کرنے کے ساتھ ختم ہو جاتے ہیں۔ تو ہم نے اشیاء کو اس طریقے سے سنبھالنا ہے کہ اس کو ایک نسل برباد نہ کرے بلکہ اگلی نسل تک اس کو چلنے دیں۔ اگلی نسل تک اس کے فوائد اور منافع پہنچانے دیں۔ یعنی خود بھی استعمال کریں لیکن ساتھ ساتھ اس کو ترقی بھی دیں۔ تو پہلوں کی زندگیوں میں اگر تکلیفیں اور مشقتیں تھیں تو بعد والوں کو سہولتیں اور راحتیں حاصل ہو۔ اور دوسروں کیلئے بھی پیرلل، متوازی دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے اس کو پھیلاتے رہیں۔ تو اس سے اکنامک گروتھ وجود میں آتا ہے، اکنامک گروتھ جب پلے بڑھے تو اس سے پائیدار ترقی کا نظریہ نکلتا ہے۔ ایسی ترقی جس میں موجودہ نسل معیشت او معیشت کے اسباب کو اس طریقے سے استعمال کریں کہ آنے والی نسلوں کیلئے بھی پریشانی نہ ہو بلکہ آنے والی نسلیں بھی اس سے استفادہ کر سکیں اس کو پائیدار ترقی کہتے ہیں۔ تو اس میں ہم شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کی عمرانی اور سماجی فکر مد نظر رکھیں گے۔ تو عمرانیات میں سوشل، اکنامک اور پولیٹیکل افکار سب شامل ہوتے ہیں۔ پولٹیکل سے یہاں مراد سیاسی نہیں بلکہ نظامی اور انتظامی یعنی کسی چیز کی قوت نافذہ مراد (Inforcement) ہے. تو اس کیلئے عمرانی یا سماجی کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ اقتصادیات ان تمام امور کا احاطہ کرتا ہے جن میں معیشت شامل ہے اور سب سے اعلی وارفع چیز جو اسباب کو پیدا کرتا ہے وہ زراعت ہے۔[25]

زراعت اور اسلامی تناظر:(Agriculture and the Islamic Perspective)

زراعت کو اگر اسلام کے ترازو میں تولا جائے تو اس شعبہ کی اسلام نے بھی بہت حوصلہ افزائی کی ہے۔ قرآن کریم میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے: أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ أَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ۔[26](ترجمہ): دیکھو تو سہی کہ تم جو کچھ بوتے ہو، اس کو تم آگاتے ہو یا ہم اگاتے ہیں؟ دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے: وَ نَزَّلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً مُّبَارَكًا فَأَنبَتْنَا بِهِ جَنَّاتٍ وَحَبَّ الْحَصِيدِ-[27](ترجمہ): اور ہم نے آسمان سے بابرکت پانی برسایا، پھر اس سے باغات اور کھیتی کے اناج اگائے۔ سورۃ یسین میں ارشاد ربانی ہے: وَآيَةٌ لَّهُمُ الْأَرْضُ الْمَيْتَةُ أَحْيَيْنَاهَا وَأَخْرَجْنَا مِنْهَا حَبًّا فَمِنْهُ يَأْكُلُونَ- وَجَعَلْنَا فِيهَا جَنَّاتٍ مِّن نَّخِيلٍ وَأَعْنَابٍ

وَفَجَّرْنَا فِيهَا مِنَ الْعُيُونِ- لِيَأْكُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ وَمَا عَمِلَتْهُ أَيْدِيهِمْ أَفَلَا يَشْكُرُونَ-[28] (ترجمہ) : اوران کے لئے ایک نشانی مردہ زمین ہے، جس کو ہم نے زندہ کیا،اس سے اناج نکالا۔ پھر یہ لوگ اس میں سے کھاتے ہیں۔اور ہم نے اس میں "اور انگوروں کے باغات پیدا کئے ہیں اور زمین میں پانی کے چشمے جاری کر دیئے ہیں، تاکہ لوگ اس کے پھل کھائیں اور یہ پھل ان کے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں تو کیا یہ لوگ شکر ادا نہیں کرتے ؟ اسی طرح سورۃ نحل میں ارشاد ربانی ہے:هُوَ الَّذِي أَنْزَلَ مِنَ السَّمَاءِ مَاءً لَكُمْ مِنْهُ شَرَابٌ وَمِنْهُ شَجَرٌ فِيهِ تُسِيمُونَ- يُنْبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُونَ وَالنَّخِيلَ وَالْأَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ إِنَّ فِي ذَلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ-[29] (ترجمہ):وہی خدا ہے جس نے تمہارے لئے آسمان سے پانی اُتارا، جس میں سے کچھ پینے کا ہے اور کچھ پانی سے درخت (سیراب ہوتے ہیں جس میں تم چرایا کرتے ہو،اللہ تعالیٰ اس میں تمہارے لئے کھیتی،زیتون، کھجوریں،انگور اور ہر قسم کے میوے اگاتے ہیں،یقیناً اس میں ان لوگوں کے لئے نشانی ہیں جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں،سورۃ انعام میں رب کا فرمان ہے:وَهُوَ الَّذِي أَنْشَأَ جَنَّاتٍ مَعْرُوشَاتٍ وَغَيْرَ مَعْرُوشَاتٍ وَالنَّخْلَ وَالزَّرْعَ مُخْتَلِفاً أُكُلُهُ وَالزَّيْتُونَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهاً وَغَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوا مِنْ ثَمَرِهِ إِذَا أَثْمَرَ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ وَلَا تُسْرِفُوا إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِينَ -[30]

اس کے علاوہ زراعت کے سلسلہ میں خود نبی پاک کے ارشادات گرامی کی ایک لمبی فہرست موجود ہے دارمی میں حضرت جابر بن عبداللہ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:من أحي أرضاً ميتاً فَلَه فِيها أجر وَمَا أَكَلَتِ العَافِيَةُ منهُ فَهُوَ له صَدَقَة۔[31](ترجمہ): جس شخص نے مردہ بنجر زمین کو زندہ کیا تو اسکے لئے اس میں ثواب ہے اور اس میں سے جو کچھ جانوروں یا پرندوں وغیرہ نے کھایا تو اسکے لئے اس میں صدقہ ہے۔بخاری شریف کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا" ما من مسلم يغرس غرسا، أو يزرع زرعا، فيأكل منه طير أو إنسان أو بهيمة، إلا كان له به صدقة "-[32](ترجمہ):"جو کوئی مسلمان درخت لگائے یا کھیتی کرے پس کھالے اس میں سے پرندہ یا انسان یا پھر جانور تو یہ اسکے لئے صدقہ ہوگا"۔اس کے علاوہ بہت سی احادیث و آیات میں دین اسلام زراعت و کاشتکاری کی حوصلہ افزائی کرتا نظر آئے گا"۔اس سلسلہ میں حضرات ائمہ کرام کا قرآن و حدیث کی روشنی میں عشری مسائل پر ضخیم ابواب قائم کرنا اسکی کھلی ترجمانی کرتا ہے۔زراعت کے بغیر پائیدار ترقی محال ہے،اور پائیدار ترقی کے بغیر اقتصادی ترقی کا تصور بھی محال ہے اس لیے

کہ اقتصادی ترقی کے لیے ماحول کا تحفظ, وسائل کی منصفانہ استعمال اور مستقبل کے لیے قدرتی وسائل کا ذخیرہ اور لوگوں کا معیار زندگی بلند رکھنا ضروری ہوتا ہے اور یہ پائیدار ترقی کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

دیہی اقتصادیات کی ترقی:

دیہاتوں اور غیر شہری علاقوں کے ذرائع معاش میں اضافے اور طرز زندگی کی بہتری کے لیے دیہی ترقی کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے۔ جن علاقوں کی آبادی کم ہو, رہنے سہنے کے مواقع زیادہ ہو اور کھیتی باڑی کے لئے زمینیں میسر ہو مگر اس کے ساتھ سہولیات نہ ہونے کے برابر ہو، دیہی علاقے کہلاتے ہیں۔ ان جگہوں میں لوگوں کے معاش کا دار و مدار کھیتی باڑی اور مال مویشی کی پیداوار پر ہوتا ہے۔ زندگی گزارنے کیلئے کسی قوم کو خوراک، ہوا، پانی، ایندھن، چراگاہیں، مویشی، کھانے پینے، رہن سہن، مکان وغیرہ کی ضرورت ہوتی ہے، یہ ساری چیزیں اسباب میں شامل ہیں ان بنیادی چیزوں کو معیشت کہتے ہیں۔ پھر معیشت کی جو اہم نشان راہ ہے وہ زراعت ہے۔ اور زراعت اپنے تمام شعبوں کو شامل ہے جیسے زمینیں، فوڈ کراپس، کیش کراپس، مویشی، پول ٹریز، فیشری، پہاڑ، پانی، آب پاشی کا نظام، بارش، آلات معیشت، آلات زراعت، ترقی دینے کے اسباب، زمین، سرمایہ، خرید و فروخت، مارکیٹ، رسد، سپلائی، وغیرہ یہ ساری چیزیں مجموعی طور پر جب طرز حیات کو معیاری بنالیں، اور خوشحالی لائیں، جب یہ معیشت اپنے تمام عوامل کے ساتھ مجموعی خوشحالی اور معیار زندگی کے بہتر ہونے کا نتیجہ دیں تو اس پورے مجموعہ کو جس سے بہتر معیار زندگی اور رہن سہن کے اہداف حاصل ہوں تو اس کو اقتصادیات کہتے ہیں۔ تو اقتصادیات احاطہ کرتا ہے معیشت کا بھی، اس کے طرق کا بھی، اس کے نتائج اور پائیدار ترقی کا بھی، اور زندگی کو نمو اور ترقی دینے کا بھی۔ تو اقتصادیات اس لحاظ سے سامان زیست سے بڑھ کر مجموعی معیار زندگی اور مجموعی طرز حیات میں جاتا ہے، تو چھوٹے سطح پر اور اسباب زیست کے لحاظ سے اسے معیشت کہتے ہیں۔[33]

دونوں الفاظ اقتصادیات اور معیشت مترادفات میں سے ہیں۔ آجر، اجیر، سرمایہ اور محنت، یہ چیزیں جب باہم ملتی ہیں تو ان سے پیداوار پیدا ہوتا ہے۔ پیداوار سے صلاحیتیں اور منافع پیدا ہوتی ہیں۔ اس کو معیشت کہتے ہیں۔ جب مجموعی طور پر زندگی میں خوبصورت طرز حیات، خوبصورت زمین، بود و باش، امن و سکون، دیہی ترقی، شہری ترقی کے اثرات آجاتے ہیں تو روایتی طرز حیات جب اس میں شامل ہو جاتی ہے تو مجموعی طور پر اس کو اقتصادیات کہتے ہیں۔ دیہی ترقی کے لئے دو قسم کے منصوبوں کو بروئے کار لائے جا سکتے ہیں۔ پہلا منصوبہ سماجی

ترقی اور دوسرا منصوبہ معاشی ترقی پر مشتمل ہوتا ہے۔ یہ دونوں منصوبے علاقائی عہدیداروں, ترقیاتی تنظیموں, سرکاری اور غیر سرکاری اور بین الاقوامی اداروں کے مشترکہ تعاون سے عمل میں لائے جاتے ہیں۔ ان تمام سرگرمیوں کا بنیادی مقصد سہولیات سے محروم دیہی علاقوں میں ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد ہے۔ اس کے ساتھ جہاں صنعتی ترقی ممکن ہو سکتی ہے وہاں مقامی لوگوں کی طرز زندگی میں بھی خاطر خواہ بہتری لائی جاسکتی ہے۔ مثال کے طور پر زراعت میں جدید ٹیکنالوجی کو استعمال کرنا, بنیادی انفراسٹرکچر کی ترقی, افراد کو مناسب روزگار کی فراہمی اور ان کے معاش میں بہتری, ضروریات زندگی اور بنیادی سہولیات کی فراہمی, زرعی مصنوعات کی فراہمی, کسانوں کی آمدن میں اضافے کے لئے وسائل کی دستیابی, گورننس کا نظام اور دیہی امور میں استحکام کے ساتھ ساتھ پینے کا شفاف پانی مہیا کرنا اور ماحولیاتی تحفظ کو یقینی بنانا, شہری طرز پر تعلیمی نظام کو مضبوط بنانا, طبّی نگہداشت اور سہولیات کے نظام کو بہتر بنانا جیسے بڑے بڑے منصوبے شامل ہیں۔ ترقی کے ایسی مؤثر اقدامات کے باعث دیہی علاقوں میں خوشحال معاشرے کا قیام عمل میں لایا جاسکتا ہے۔

دیہی اقتصادیات کیا ہیں؟

دیہی اقتصادیات کے بارے میں مختصر اور اجمالی وضاحت یہ ہے کہ دیہی پائیدار ترقی کے لئے دو قسم کے منصوبے ضروری ہوتے ہیں۔ سماجی ترقی اور معاشی ترقی۔ یہ دونوں منصوبے علاقائی منصب داروں، مقامی ترقیاتی تنظیموں، قومی اور بین الاقوامی اداروں کے مشترکہ تعاون سے عمل میں لائے جاتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جہاں صنعتی ترقی ممکن ہو سکتی ہے وہاں مقامی لوگوں کی طرز زندگی میں بھی خاطر خواہ بہتری لائی جاسکتی ہے۔ مثلاً بنیادی انفراسٹرکچر کی ترقی ، زراعت میں جدید ٹیکنالوجی کا استعمال کو ممکن بنانا، بے روزگاری کا خاتمہ اور معاشی امور کی بہتری، ضروریات ،بنیادی سہولیات اور زرعی مصنوعات کی فراہمی, کسانوں کی سہولیات کے لئے وسائل کی دستیابی کو ممکن بنانا، پینے کا صاف پانی مہیا کرنا اور ماحولیاتی تحفظ فراہم کرنا ، گورننس کا نظام اور دیہی امور میں استحکام کا حصول ، شہری طرز کا نظام تعلیم، طبّی سہولیات اور نگہداشت کے نظام کو بہتر بنانا اور ان جیسے بڑے بڑے دوسرے منصوبے دیہی ترقی کے لیے ضروری ہیں۔ پائیدار ترقی کے لئے ایسے مؤثر اقدامات اختیار کر کے دیہی علاقوں میں خوشحالی اور معیار زندگی کو بلند کیا جاسکتا ہے۔ دیہی ترقی کے عوامل میں سے زراعت سب سے اہم عامل ہے اس لئے کہ زراعت کو معیشت کی ماں کہا جاتا ہے۔ زراعت

کے بہت سارے شعبے ہیں، فصلیں، سبزیاں، پھل، پھول، پانی، کھیت، کھیتیاں، پہاڑیاں، باغات اور آب پاشی وغیرہ، ان ساری چیزوں کے ساتھ دیہی پائیدار ترقی وابستہ ہوتی ہے۔[34]

دیہی زندگی کی تنظیم نو:(Reorganization of Rural Life)

دیہی زندگی کا ایک اہم فیکٹر یہ ہے کہ وہاں پر سکلڈ اور ہنر مند افراد زیادہ ہو۔ ہنر اور سکلز سیکھنے سکھانے کے ادارے، اسباب اور عوامل موجود ہوں۔ افرادی قوت موجود ہو اور تعلیم یافتہ افراد کی کثرت ہو، خواتین کی تعلیم کا اہتمام ہو، ناخواندگی کے اسباب کا خاتمہ ہو، علاج اور معالجہ کا معقول بندوبست ہو۔ گھروں میں چھوٹے چھوٹے کارخانے لگے ہو ان میں ہنر مند خواتین کام کرتیں ہو۔ لوگ مجموعی طور پر ہنر پسند ہو، ضرورت کی اشیاء اور سہولیات میسر ہو۔ زر، زمین، زراعت، پانی، آب پاشی اور مال مویشی، کا بہتات ہو، اور معیار زندگی کو بلند کرنے کے طریقے آتے ہو، صنعت اور حرفت، ہنر اور سلیقہ موجود ہو، گاؤں کے گندے پانی کے نالے پاک کرنے، راستوں کو صاف رکھنے اور کوڑا کرکٹ اور غلاظتیں اٹھا کر دور جا پھینکنے کا بندوبست ہو، قبرستانیں سلیقہ اور ترتیب سے ہو، ان میں خوبصورت شجر کاری اور سبزہ موجود ہو، مساجد بنانے اور چلانے کا پر اپر انتظام ہو اور کمیونٹی سنٹرز قائم ہو جہاں عوامی مسائل کا حل اور آپس میں گفت و شنید ہو۔[35] اس کے علاوہ اگر گاؤں میں کہیں بجلی خراب ہو یا نلکہ ٹوٹ جائے یا انعکاس آب میں رکاوٹ ہو جائے، یا گیس سپلائی بند ہو، یا بارشی نالے بند ہو، تو ان جیسے تمام کاموں کے لئے ایمرجنسی بنیادوں پر رضاکارانہ طور کچھ افراد ہر وقت یا نوبت بہ نوبت موجود ہو۔ یا خدا نخواستہ کوئی ایکسیڈنٹ ہو یا کوئی مریض ہو تو ایمبولینس وغیرہ کا بندوبست ہو۔ زچہ بچہ کیلئے معقول انتظام ہو۔ ان تمام قسم کے کاموں کے لئے رضاکارانہ افراد ہو جس طرح تبلیغی جماعت والے ہیں جو خدمت کو عبادت سمجھتے ہو، جو رضاکارانہ طور پر اکثر کاموں کو کندھا دیتے ہوں۔ اور یا کوئی اجتماعی تمویل اور چندہ کا سہارا موجود ہو مثلاً چند صاحب خیر و ثروت حضرات مردوں اور خواتین میں سے موجود ہو، جو بے غرض للہ فی اللہ چندہ میں تعاون کرتا ہو۔ یا پورا گاؤں والے ہر مہینے تھوڑے روپے جمع کر رہے ہوں، تو اچھا خاصا فنڈ بنتا ہے۔ یہ تمام نظام پائیدار ترقی اور بلند معیار اور اونچے سلیقہ کے ساتھ ہو تو یہ سارے اقتصادیات کہلاتے ہیں۔[36]

معیار زندگی(Quality Of Life):

کسی ملک کے شہریوں کی معیار زندگی سے اس ملک کی ترقی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ پاکستان ایک زرعی

ملک ہے اس کی آبادی کی اکثریت آج بھی دیہاتوں میں رہتی ہے۔اس لئے ترقی کے لئے ضروری ہے کہ شہر اور دیہات دونوں جگہ رہائش پذیر لوگوں کی معیار زندگی کو بہتر بنانے کے لیے مساوات کے ساتھ تدابیر اختیار کی جائیں۔اور ان کو بنیادی سہولیات اور ضروریات زندگی فراہم کی جائیں۔معیار زندگی سے مراد کسی ملک کے افراد کو دستیاب وسائل اور معاشرتی خدمات کی مقدار اور کیفیت ہوتی ہے۔اور یہ کہ معاشرہ کے افراد کو یہ اشیاء اور خدمات کس انداز میں مل رہی ہیں۔عام طور پر معیار زندگی کی پیمائش کے لیے یہ پیمانے استعمال کیے جاتے ہیں: 1۔آمدن کی عدم مساوات 2 ۔غربت کی شرح 3۔فی کس آمدنی 4 ۔طبّی سہولیات اور ان کی کیفیت 5۔ تعلیم کا معیار 6۔معاشرتی حقوق 7۔روزمرہ کی بنیادی ضروریات اور شہری سہولیات ذرائع نقل حمل اور عوام کی رہنمائی کے ادارے وغیرہ شامل ہیں۔دیہی ترقی اور بہتر معیار زندگی کے عوامل میں زراعت سب سے اہم چیز ہوتی ہے۔کیونکہ زراعت معیشت کی ماں ہوتی ہے۔آگے پھر زراعت کی بہت ساری شاخیں ہیں۔فصل، سبزیاں، فروٹ، پانی، کھیتیاں، پہاڑیاں، باغات، آب باشی وغیرہ ان سب چیزوں کے ساتھ دیہی ترقی وابستہ ہوتی ہے۔دیہی زندگی کے معیار کو بلند کرنے کیلئے ضروری ہے کہ وہاں پر ہنر مند افراد موجود ہو۔ہنر سیکھنے سکھانے کے ادارے، اسباب و عوامل موجود ہوں۔افرادی قوت موجود ہو، تعلیم یافتہ افراد کی کثرت ہو. معیاری نظام تعلیم ہو۔خواتین کی تعلیم کا اہتمام ہو۔ناخواندگی کے اسباب کا قلعہ قمع ہو، صحت، علاج اور معالجہ کے لیے معقول بندوبست ہو۔گھروں میں ہنر مند خواتین کیلئے چھوٹے گھریلوں انڈسٹریز کا قیام ہو. مجموعی طور پر لوگوں میں ہنر مندی غالب ہو. ضروریات کی چیزیں اور سہولیات میسر ہو۔زراعت، زر، زمین، پانی، مال مویشی، آب پاشی کا مناسب اور ضروری بندوبست ہو اور زندگی کے معیار کو بلند کرنے کے طریقے معلوم ہو۔صنعت و حرفت، ہنر و سلیقہ مندی موجود ہو. گاؤں کے گندے نالے پاک کرنے، راستوں سے کوڑا کرکٹ اور غلاظتیں اٹھانے کا بندوبست ہو۔قبرستانوں میں ترتیب اور سلیقہ ہو. وہاں مناسب شجرکاری اور سبزہ موجود ہو. مساجد بنانے اور چلانے کا ایک انتظام ہو اور کمیونٹی سنٹرز کا قیام ہو۔اس کے علاوہ گاؤں میں اگر بجلی خراب ہو جائے یا تلکہ ٹوٹ جائے، یا پانی کا انعکاسی بند ہو جائے، یا گیس سپلائی بند ہو یا بارشی نالے بند ہو، تو ان تمام ایمرجنسی کاموں کیلئے رضا کارانہ طور پر افراد میسر ہو. یا خدانخواستہ کوئی مریض ہو تو ایمبولینس کا بندوبست ہو۔زچہ بچہ کیلئے مناسب انتظام ہو۔رضاکارانہ افراد ہو جیسے تبلیغی جماعت والے رضاکارانہ طور پر سارے کام سنبھالتے ہیں اور یا اجتماعی تمویل کا

سہارا موجود ہو۔ مثلاً چند صاحب ثروت افراد ہو جو اخلاص کے ساتھ چندہ کرتا ہو۔ یا پورا گاؤں والے ہر مہینے مثلاً تھوڑے سے روپے جمع کر رہے ہوں تو ایک بڑا فنڈ بنتا ہے۔اس تمام نظام کو پائیدار ترقی اور اقتصادیات کہتے ہیں.جب یہ اقتصادیات مضبوط اور مستحکم ہو جاتے ہیں تو معیار زندگی بلند ہو جاتا ہے اور اسی کو ہم تعمیر اور تنظیم نو سے تعبیر کرتے ہیں۔تو ایک جیو میٹریکل شیپ میں پوری گاؤں کو ترتیب دینا ہوتا ہے۔یورپ اور امریکہ اور ترقی یافتہ ممالک میں تمام گاؤں اسی ترتیب اور سلیقہ پر ہوتے ہیں۔اور قرآن وسنت بھی ہم سے سلیقہ مندی کا تقاضہ کرتے ہیں۔[37]

اس کیلئے کسی سکلز آدمی اور ماہر کا کوئی خاص بندوبست نہیں کرنا پڑتا بلکہ ہنر مند افراد گاؤں میں پہلے سے موجود ہوتے ہیں۔یہ تمام چیزیں جب قرآن وسنت اور فقہاء کے اقوال کے مطابق ہیں تو شاہ ولی رحمہ اللہ نے اسی منہاج کی بات کی ہے۔اور امام غزالی" نے سب سے زیادہ انہی مسائل پر زور دیا ہے۔ابن حزم،ابن خلدون اور دوسرے علماء امت نے ان ہی اقتصادیات اور اسی پائیدار ترقی کے فضائل بیان کئے ہیں۔ہمارے ذہنوں میں چونکہ ان چیزوں کے فضائل اور قرآن، حدیث اور فقہ کے احکام نہیں ہوتے اسی وجہ سے ہم دل لگا کر دیہی علاقوں کو ترقی نہیں دیتے۔بنیادی وجہ یہ ہے کہ ہمیں اس کی ثواب اور برکتوں کا پتہ نہیں ہے کہ انسانیت کو اوج کمال تک پہنچانا کیا چیز ہے ؟اس کی نشاندہی خود اللہ رب العزت نے کی ہیں۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: كلوا من رزق ربكم واشكروا له بلدة طيبة و رب غفور ۔[38](ترجمہ): اپنے رب کا رزق کھاؤ اور اس کا شکر ادا کرو۔پاکیزہ شہر ہے اور بخشنے والا رب۔[39] اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: فليعبدوا رب هذالبيت-الذى اطعمهم من جوع وآمنهم من خوف۔[40](ترجمہ):"پس انسانوں کو چاہیئے کہ اس گھر (بیت اللہ) کے مالک (اللہ تعالیٰ) کی عبادت کرتے رہیں، جس نے انہیں بھوک میں کھلایا اور خوف سے امن عطا فرمایا"۔علم تذکیر بایام اللہ اور علم تذکیر بآلاء اللہ کا مطلب بھی یہی ہے کہ تم دنیا کی نعمتوں سے خوب فائدہ اٹھاؤ لیکن توبہ استغفار بھی کرو، نماز بھی پڑھو.اللہ سے بھی ڈرو کہ قیامت آنے والی ہے۔اللہ نے تمام پیغمبروں کو فرمایا کہ احوال ٹھیک کرو، قوم شعیب، قوم ھود، قوم صالح، اصحاب الحجر، اصحاب الایکہ سب کو یہ کہا کہ تم رہو، سہوں، کھاؤ، پیو، مزے کرو لیکن سرکشی مت کرو، بغاوت مت کرو، ناشکری نہ کرو ۔تو مجموعی طور پر یہی پائیدار ترقی ہے۔تو ان تمام باتوں کا سائنٹیفک اور معروضی طور پر جائزہ لینا چاہیئے۔تاکہ

قرآن، حدیث، فقہ اور جدید علوم کا امتزاج ہو۔اور معاصر مسائل کے حل کو تلاش کر عوام الناس کی اور مخلوق خدا کی خدمت کا موقع حاصل ہو۔[41]

معیار زندگی کے بلند ہونے کے اسباب:(Principles of High Standard of Living)

زندگی بسر کرنے کے لئے ایک اعلیٰ معیار زندگی کا وجود ایک ترقی پذیر معاشرہ کی اولین ضرورت ہوتی ہے۔اعلیٰ معیار زندگی کسی قوم کی اخلاقی کردار کے لئے بھی ضروری ہوتا ہے۔ترقی یافتہ معاشرے خود نہ صرف استعمال کی اشیاء خود پیدا کرتے ہیں بلکہ وہ ان اشیاء کی پیدائش کے ساتھ ساتھ جمالیاتی مذاق اور آرام و تسکین کے ذرائع کا بھی بھرپور استعمال کرتے ہیں۔

- ایک اعلیٰ معیار زندگی کے حصول کے لئے غربت کا خاتمہ اولین ترجیحات میں شامل ہوتا ہے اور غربت ختم کرنے کے لئے مختلف قسم کی صنعتوں کا قیام ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً زراعت، تعمیرات مکان، کان کنی، پارچہ بافی، ماہی گیری اوسمندر اور زمین کے دوسرے اہم وسائل کو استعمال کے قابل بنانا۔[42]
- معاشی بہبود کے حصول کے لئے بھی یہ بات لازم ہے کہ معاشرہ میں کوئی مرد حتی الامکان بیکار اور بے روزگار نہ رہے، بلکہ تمام انسانوں کو چاہیئے کہ وہ معاشرے کے کارآمد افراد بن کر اس کی فلاح و بہبود کے لئے کچھ نہ کچھ سرانجام دیا کریں۔[43]
- ایک اعلی معیار زندگی کے لئے سرمایہ کی تشکیل کرنا انتہائی ضروری ہوتا ہے۔ مثلاً مشینیں، صنعتیں، کارخانے، ٹریکٹر، بجلی گھر، ٹیوب ویل، ذرائع مواصلات اور آب پاشی کے منصوبے وغیرہ ان ساری چیزوں میں سرمایہ کو لگایا جاسکتا ہے۔[44]
- ہمارے معاش کا ایک بڑا ذریعہ زراعت ہے۔لیکن اس میں جدید مشینری کو استعمال میں نہیں لایا جارہا ہے۔ملک کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے زرعی نظام میں اصلاحات لانی ضروری ہے، جدید زرعی ٹیکنالوجی کو تمام چھوٹے بڑے کاشت کاروں تک پہنچانا لازمی ہوگا، بیج اور کھاد سے لے کر فصل کاٹنے اور فروخت کرنے تک تمام مرحلوں میں جدت لانی چاہیئے۔[45]

- بعض لوگ معاشی پیداوار کو بڑھانے کے لئے خاندانی منصوبہ بندی پر زور دیتے ہیں، لیکن اسلامک پوائنٹ آف ویو سے یہ بات محل نظر ہے۔[46]
- آمدنی بڑھانے کے لئے نظام معیشت کو منصوبہ بندیوں کے ذریعے اصول اور ضوابط کے نیچے لانا ہوگا۔ آمدنی بڑھانے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دولت کی تقسیم منصفانہ اور مساویانہ طریقے سے یقینی بنائی جائے۔اسی طرح ارتکاز دولت کا مسئلہ ختم ہو جائے گا۔[47]

خلاصہ بحث: (Conclusion)

جدید سوشل تھاٹس کے حوالے سے مغربی یونیورسٹیوں نے شاہ ولی اللہ کی تحریرات کو علی وجہ الاتم تسلیم کیا ہے اور یہ باقاعدہ آئندہ نسلوں اور قوموں کے لئے معاہدہ عمرانی ہے کہ شاہ صاحب نے جو لکھا ہے اس سے قومی، سیاسی، اجتماعی اور سماجی سوتے پھوٹتے ہیں، دیہی اقتصادیات اور پائیدار ترقی کے حوالے سے آپ کا نظریہ کافی وزن رکھتا ہے۔ان کے ہاں اس کی اتنی عظمت ہے۔ لیکن دوسری طرف مسلمان اپنی یونیورسٹیوں میں اس سے معقول استفادہ نہیں اٹھا سکیں۔اس لیے اس حوالے سے شاہ صاحب کے ارتفاقات سے معروضی بحث کرنا بہت ضروری ہے۔ان کی تطبیق مقامی اقتصادیات اور معیشت پر کی جائے۔ دیہی اقتصادیات اس لئے ضروری ہیں کہ پاکستان کے % 80 لوگ اور آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے۔افرادی قوت کے علاوہ سکلز اور لیبر بھی وہی پر ہیں۔وہ بنیادی چیزیں جن سے سرمایہ پلتا پھولتا ہے 80% گاؤں میں موجود ہیں۔خواہ وہ معدنیات کی شکل میں ہو یا زرعی شکل میں ہو، جنگلات، درختوں، مویشیوں یا لائیواسٹاک کی شکل میں ہو سب وہاں موجود ہیں۔

حواشی اور حوالہ جات:

1 صحیح بخاری ج 1، ص رقم حدیث 6125۔ صحیح مسلم، 4528رقم حدیث
Sahih Bukhari Volume 1, pp. Number of Hadith 6125. Sahih Muslim, Number of Hadith 4528

2 صحیح مسلم، کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ القرآن، حدیث نمبر 2699

Sahih Muslim, Book of Dhikr, Supplication, Repentance, and Forgiveness, Chapter Fazl al-Massaal Ali Recitation of the Qur'an, Hadith No. 2699

3 صحیح مسلم، باب الدین النصیحۃ، ج 1، ص 54، قدیمی کتب خانہ

Sahih Muslim, Bab al-Din al-Nusiha, Vol. 1, p. 54, Old Library

4 شعب الایمان للبیہقی، 7446)(مشکوۃ ص 425

Sha'b al-Iman for Bayhaqi, 7446) (Mishkwat p. 425).

5 بخاری، رقم الحدیث 6982، تاریخ اشاعت 2022۔ مسلم بدء الوحی

Bukhari, hadith number 6982, publication date 2022.

6 ابن ہشام، ابو محمد، عبد الملک بن ہشام، سیرت ابن ہشام، ج 1، شعر ابی طالب فی مفادات خصومہ، دار المعرفۃ، بیروت، لبنان

Ibn Hisham, Abu Muhammad, Abd al-Malik Ibn Hisham, Sirat Ibn Hisham, Vol. 1, Abi Talib's Poems in the Interests of Khasuma, Dar al-Marafa, Beirut, Lebanon.

7 سورت الشوریٰ، آیت نمبر 30

Surat al-Shura, verse 30

8 سورت الروم، آیت نمبر 41

Surat al-Rum, verse number 41

9 سخاوی، شمس الدین، المقاصد الحسنۃ، ج 2، ص 845، 281، جائزۃ دبي الدولیۃ للقرآن الکریم، 1440ھ

Sakhavi, Shams al-Din, Al-Maqasid al-Hasna, Vol. 2, pp. 281, 845, Jaizat Dabi' al-Dawliyyah for the Holy Qur'an, 1440 AH.

10 الترمذی، رقم حدیث 2209، بیہقی، دلائل النبوۃ ج 6، ص 392)(مشکوۃ، کتاب الرقاق، رقم حدیث 5365

Al-Tirmidhi, hadith number 2209, Bayhaqi, Dalai al-Nabawa vol. 6, p. 392) (Mishkwat, Kitab al-Raqaq, hadith number 5365)

11 سیوہاروی، حفظ الرحمن، اسلام کا اقتصادی نظام ص 29، شیخ الہند اکیڈمی، کراچی

Seeharvi, Huzaur Rahman, Economic System of Islam, p. 29, Shaikh-ul-Hind Academy, Karachi

12 ژاں ژاک روسو1712ء میں فرانس میں پیدا ہوئے اور 1778ء میں فوت ہوئے۔مذہبا عیسائی تھے۔یہ انسانی مساوات کا مبلغ جینوا کا فلسفی اور انشاء پرداز تھا، جس کی تحریروں نے فرانس میں انقلاب برپا کر دی۔

13 یہ روسو کی شاہ کار تصنیف ہے۔جس میں اس نے انسان کو مطلقاً آزاد قرار دیا۔اس میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ حاکم کو حکمرانی کا حق اس وقت حاصل ہے جب وہ عوام کی جسمانی اور معاشی تحفظ کا ذمہ دار ہوگا۔

14 مشہور برطانوی ماہر معاشیات اور فلسفی تھا، جائے پیدائش: اسکاٹ لینڈ۔گلاسکو یونیورسٹی کے استاد تھے۔جو1790ء میں فوت ہو گئے تھے۔

15 مارکسزم کا بانی ہے۔یہ دیگر سائنسی علوم کی طرح انسانی سماج کے ارتقاء کا علم ہے، یہ1883ء میں فوت ہوئے۔

16 قریشی، مولانا حسین محمد، شاہ ولی اللہ کا نظریہ معیشت اور عصر حاضر میں اس کی افادیت۔ص 58 طیب پبلشرز لاہور، 2005ء

Qureshi, Maulana Hussain Muhammad, Shah Waliullah's theory of economy and its utility in the present age. P. 58 Taib Publishers Lahore, 2005

17 شاہ ولی اللہ دہلوی، البدور البازغہ، ص55، فصل فی بیان احقاق الارتفاقات الاربعۃ، مجلس علمی ڈابیل سورت، 1354ھ

18 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج2، ص103، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Shah Waliullah Muhaddith Dehlavi, Hajjatullah al-Balaga, vol. 2, p. 103, Kitabkhana Shan Islam, Lahore, 2012.

19 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج1، ص47، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Shah Waliullah Muhaddith Dehlavi, Hajjatullah al-Balaga, vol. 1, p. 47, Kitabkhana Shan Islam, Lahore, 2012.

20 پائیدار ترقی اور دنیا کا مستقبل، انور فاروق، (2021-06-02) ویب سائیٹ (www.humsub.com.pk) پر موجود ہے۔2023-12-05 کو اخذ کیا گیا۔

Sustainable Development and the Future of the World, Anwar Farooq, (02.06.2021) Available at www.humsub.com.pk) Retrieved on 05.12.2023.

21 پائیدار ترقی اور دنیا کا مستقبل، انور فاروق، (2021-06-02) ویب سائیٹ (www.humsub.com.pk) پر موجود ہے۔2023-12-05 کو اخذ کیا گیا۔

Sustainable Development and the Future of the World, Anwar Farooq, (02.06.2021) Available at www.humsub.com.pk) Retrieved on 05.12.2023

22 اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے ادارے،ویب سائیٹ www.unhchr.ch پر موجود ہے۔08دسمبر 2023 کواخذ کیاگیا۔اسلامی سائنس کے اسباب زوال،ویب سائیٹ www.httpory-science-technology.com پر موجود ہے۔08دسمبر 2023 کواخذ کیا گیا۔

United Nations Human Rights Council, website at www.unhchr.ch. Retrieved 08 December 2023.

23 Robert, Kates W-Parris, Thomas M.;Leiserowitz, Anthony A. (2005). "What is Sustainable Development? Goals, Indicators, Values, and

Practice".(https://doi.org) 47 (3): 8–21.----Mensah, Justice, "Sustainable development: Meaning, history, principles, pillars, and implications for human action" (https://doi.org). 5 (1), 2019.

24 United Nations General Assembly (1987) Report of the World Commission on Environment and Development: Our Common Future ,(https://sustainabledevelopment.un.or.org), A/42/427, (2022)
United Nations General Assembly (1987). "Report of the World Commission on Environment and Development: Our Common Future; document A/42/427 – Chapter 2: Towards Sustainable Development; Paragraph 1" (http://www.un-documents.net) 2010.

25 ڈاکٹر مقدس اللہ،پرائمری ڈیٹا،ذاتی مشاہدات اور تجربات سے اخذ کیا گیا ہے(مقالہ نگار)

Derived from primary data, observations and personal experiences of Dr. Moqdadullah (dissertation author)

26 سورت الواقعۃ:63-64

Surah Al-Waqiyyah: 64.63

27 سورت ق:آیت نمبر 9

Surah Q: Verse 9

28 سورت یس:33-34

Surah Yasin: 33-34

29 سورت النحل:10-11

Surah Nahl: 10-11

30 سورت الانعام 141

Surah Al-An'am 141

31 امام دارمی، عبد الرحمن، السنن الدارمی، کتاب البیوع، باب من احیا ارضاً میتۃً فھی لہ، حدیث نمبر 2642، مکتبہ انصار السنۃ پبلیکیشنز، لاہور

Imam al-Darmi, Abd al-Rahman, Sunan al-Darmi, Kitab al-Bayu, chapter that revived the dead earth, Fahi Lah, Hadith No. 2642, Ansar al-Sunnah Office Publications, Lahore.

32 بخاری، ابو عبداللہ، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، رقم حدیث، 2320، دار الفکر، بیروت،

Al-Bukhari, Abu Abdullah, Muhammad bin Ismail, Al-Jama'i al-Sahih, Hadith No. 2320, Dar al-Fikr, Beirut,

33 ڈاکٹر مقدس اللہ، پرائمری ڈیٹا، ذاتی مشاہدات اور تجربات سے اخذ کیا گیا ہے (مقالہ نگار

Derived from primary data, observations and personal experiences of Dr. Moqdadullah (dissertation author)

34 ایضاً

Ibd

35 ایضاً

Ibd

36 ایضاً

Ibd

37 ایضاً

Ibd

38 سورۃ السبا، آیت: 15

Surah al-Saba, verse 15

39 عطاری، محمد قاسم، کنز العرفان، مکتبۃ المدینہ، 2022

Attari, Muhammad Qasim, Kunz al-Irfan, Maktab al-Madinah, 2022
Surah Al-Elaf, Verse No. 3, 4

40 سورت الایلاف، آیت نمبر 3،4

Surah Al-Elaf, Verse No. 3, 4

41 ڈاکٹر مقدس اللہ، پرائمری ڈیٹا، ذاتی مشاہدات اور تجربات سے اخذ کیا گیا ہے (مقالہ نگار)

Derived from primary data, personal observations and experiences by Dr. Muqadsullah (thesis writer).

42 محمد عبداللہ، مقالہ (شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ (پاکستان کے معاشی مسائل کے حل کے حوالے سے)، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ص 514، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی، سن اشاعت/ڈیفنس ندارد

Muhammad Abdullah, Dissertation (A Research Study of Economic Ideas of Shah Waliullah (Regarding the Solution of Economic Problems of Pakistan), Dissertation for Ph.D., p. 514, College of Islamic Studies, University of Karachi, Date of Publication/Defence Not Available

43 شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ، ج2، ص172، کتب خانہ شان اسلام، لاہور، 2012ء

Shah Waliullah Muhaddith Dehlavi, Hajjatullah al-Balaga, vol. 2, p. 172, Kitabkhana Shan Islam, Lahore, 2012.

محمد عبداللہ، مقالہ (شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ (پاکستان کے معاشی مسائل کے حل کے حوالے سے)، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ص515، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی، سن اشاعت/ڈیفنس ندارد

Muhammad Abdullah, Dissertation (A Research Study of Shah Waliullah's Economic Ideas (Regarding the Solution of Pakistan's Economic Problems), Ph.D. Dissertation, p. 515, College of Islamic Studies, University of Karachi, Date of Publication/Defence Not Available

44 ایضاً ص591

Abd

45 ایضاً

Abd

46 حوالہ سابق ص 593

Abd

47 محمد عبداللہ، مقالہ (شاہ ولی اللہ کے معاشی نظریات کا تحقیقی مطالعہ (پاکستان کے معاشی مسائل کے حل کے حوالے سے)، مقالہ برائے پی ایچ ڈی، ص514تا593 ، کلیہ معارف اسلامیہ جامعہ کراچی، سن اشاعت/ڈیفنس ندارد

Muhammad Abdullah, Dissertation (A Research Study of Shah Waliullah's Economic Ideas (Regarding the Solution of Pakistan's Economic Problems), Ph.D. Dissertation, p. 515, College of Islamic Studies, University of Karachi, Date of Publication/Defence Not Available